

اسمبلی رپورٹ (مباحثات)

چوتھا اجلاس

بلوچستان صوبائی اسمبلی

اجلاس منعقدہ 3 نومبر 2018ء بروز ہفتہ 24 صفر المظفر 1440 ہجری۔

صفحہ نمبر	مندرجات	نمبر شمار
03	تلاوت قرآن پاک اور ترجمہ۔	1
04	دُعائے مغفرت۔	2
05	رخصت کی درخواستیں۔	3
06	سرکاری کارروائی برائے قانون سازی۔	4

ایوان کے عہدیدار

اسپیکر ----- میر عبدالقدوس بزنجو

ڈپٹی اسپیکر ----- سردار بابر خان موسیٰ خیل

ایوان کے افسران

سیکرٹری اسمبلی ----- جناب شمس الدین

ایڈیشنل سیکرٹری (قانون سازی) -- جناب عبدالرحمن

چیف رپورٹر ----- جناب مقبول احمد شاہوانی

☆☆☆

بلوچستان صوبائی اسمبلی کا اجلاس

مورخہ 3 نومبر 2018ء بروز ہفتہ 24 صفر المظفر 1440 ہجری، بوقت سہ پہر 3 بجکر 30 منٹ پر زیر صدارت سردار بابر خان موسیٰ خیل، ڈپٹی اسپیکر بلوچستان صوبائی اسمبلی ہال کوئٹہ میں منعقد ہوا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر:

السلام علیکم! کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت قرآن پاک سے کیا جاتا ہے۔

تلاوت قرآن پاک وترجمہ۔

از

حافظ محمد شعیب آخوندزادہ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط

وَقَالَ نُوحٌ رَبِّ لَا تَذَرْنِي عَلَى الْاَرْضِ مِنَ الْكٰفِرِيْنَ دِيَارًا ﴿٢٨﴾ اِنَّكَ اِنْ تَذَرْنٰهُمْ

يُضِلُّوْا عِبَادَكَ وَلَا يَلْدُوْا اِلَّا فٰجِرًا كَفٰرًا ﴿٢٩﴾ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدِيْ

وَلَمَنْ دَخَلَ بَيْتِيْ مُؤْمِنًا وَّ لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ط وَلَا تَزِدِ الظّٰلِمِيْنَ اِلَّا تَبٰرًا ﴿٣٠﴾

﴿ پارہ نمبر ۲۹ سورۃ نوح آیات نمبر ۲۶ تا ۲۸ ﴾

ترجمہ: بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اور حضرت نوح علیہ السلام نے کہا اے میرے رب! تو روائے زمین پر کسی کافر کو رہنے سہنے والا نہ چھوڑ۔ اگر تو انہیں چھوڑ دے گا تو یقیناً یہ تیرے اور بندوں کو بھی گمراہ کر دیں گے۔ اور اُنکے ہاں جو بال بچے ہوں گے وہ بھی بدکارنا شکرے ہوں گے۔ اے میرے پروردگار! تو مجھے اور میرے ماں باپ کو اور جو بھی ایماندار ہو کر میرے گھر میں آئے اور تمام مومن مردوں اور گل ایماندار عورتوں کو بخش دے۔ اور کافروں کو سوائے ہلاکت کے اور کچھ نہ بڑھا۔

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْاِبْلٰغُ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جزاک اللہ۔

نواب محمد اسلم خان ریسانی: جناب اسپیکر! مولانا سمیع الحق کے لئے دُعاے مغفرت پڑھیں۔

(دعاے مغفرت کی گئی)

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر! نواب صاحب نے مولانا سمیع الحق کے لئے دُعاے مغفرت کرائی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ میں اتنی گزارش کروں گا کہ مولانا سمیع الحق صاحب 81 سال کی عمر کے تھے انکے گھر میں گھس کر جہاں وہ تشریف فرما تھے ان کو چھریوں سے بیدردی سے شہید کیا گیا۔ آپ کے توسط سے میں ایوان سے گزارش کروں گا کہ اس case کو normal نہیں لیا جائے، پورے ملک میں اس سے متعلق تشویش پائی جاتی ہے۔ اور اس کی فوری fair انکوائری کرا کے جو بھی لوگ ہیں انکو قرار واقعی سزا دے کر کیفر کردار تک پہنچایا جائے۔ بہت شکریہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ ملک صاحب۔ کارروائی شروع کرتے ہیں۔ قواعد و انضباط کار بلوچستان صوبائی اسمبلی مجریہ 1974ء کے قاعدہ نمبر 33 (2) (الف) کے تحت ہفتے کو وقفہ سوالات نہیں ہوگا۔ سیکرٹری اسمبلی رخصت کی درخواست پڑھیں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: جناب اسپیکر! اسمبلی کی کارروائی اور اس میں رپورٹیں پیش ہونے کے بعد اگر ہاؤس کی حالت دیکھیں اسپیشلی ٹریڈری پنچر کی طرف سے غیر سنجیدگی کا پوری طرح سے اظہار کیا جا رہا ہے۔ آفیشل گیلری بھی خالی پڑی ہوئی ہے۔ گورنمنٹ officials بھی نہیں ہیں۔ اور ہمارے محترم دوست گورنمنٹ کی طرف ان کی حاضری بڑی thin رہتی ہے۔ پرسوں بھی اور آج بھی۔ تو میں سمجھتا ہوں اس ہاؤس کو یا تو بلایا نہیں جائے اگر ہاؤس کو بلایا جاتا ہے تو اس میں پوری سنجیدگی دکھانی چاہئے۔ یہ پورے بلوچستان کا ڈیڑھ کروڑ عوام کا نمائندہ اجلاس ہے۔ اور اس میں بہت اہم issues discuss ہوتے ہیں۔ لیکن جس طرح کا یہ ماحول ہے۔ پچھلے دنوں بھی آپ نے دیکھا، یہاں کیمرے والے فوٹولے رہے تھے۔ تو میرے دل میں آیا کہ ان کو منع کروں۔ اس لئے کہ ہم اندر کا حال تو دیکھ رہے ہیں۔ لیکن کیمرے کی نظر سے پورا پاکستان اگر اسمبلی کی حالت کو دیکھتا ہے۔ تو ہم سب کیلئے خجالت کا باعث ہے۔ تو میری آپ سے بھی گزارش ہے اور ذمہ دار حضرات جو گورنمنٹ کی طرف سے ہیں ان سے بھی کہ اس ہاؤس کو سنجیدہ لیا جائے اسکی حاضری یقینی بنائی جائے۔ اس وقت اتنی مصروفیات بھی نہیں ہیں۔ وزیر اعلیٰ صاحب چین تشریف لے گئے ہیں۔ صبح کا بھی ٹائم نہیں ہے کہ ہمارے معزز ساتھی دفتر میں ہوتے ہیں۔ شام کا ٹائم ہے اس وقت میری گزارش ہے کہ یہ اپنی حاضری کو یقینی بنائیں

ہاؤس کو سنجیدہ لیں۔ یہ ایک debating society نہیں ہونی چاہئے۔ یہاں جو بھی کارروائی ہوتی ہے اس کا کوئی مقصد ہونا چاہئے۔ اُمید ہے کہ آپ اس سلسلے میں کوئی مثبت اقدام کریں گے۔ بہت شکریہ۔
جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ آغا صاحب! آپ نے درست فرمایا۔ گورنمنٹ کی طرف سے تو کوئی اس پر بات نہیں کرنا چاہے گا؟

میر سلیم احمد خان کھوسہ (وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور): جناب اسپیکر! آغا صاحب نے بالکل بجا فرمایا ہے۔ تو کچھ وزراء ملک سے باہر گئے ہوئے ہیں۔ انشاء اللہ کوشش کریں گے کہ آئندہ حاضری کو یقینی بنائیں گے۔ اور اس وقت ہم ٹریڈری پیچرز والے جو موجود ہیں۔ آپ لوگوں کی جو بھی بات ہوگی سوالات ہوں گے کوشش کریں گے کہ آپ لوگوں کو مطمئن کریں گے۔ next time انشاء اللہ کوشش کریں گے حاضری زیادہ سے زیادہ ہوں۔
جناب ڈپٹی اسپیکر: صحیح ہے کھوسہ صاحب۔ سیکرٹری رخصت کی درخواستیں پڑھیں۔

رخصت کی درخواستیں

سیکرٹری اسمبلی: نوابزادہ طارق مگسی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کونٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر محمد عارف محمد حسنی صاحب نے مطلع فرمایا کہ وہ کونٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: سردار سرفراز چاکر ڈوکی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کونٹہ سے ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: حاجی محمد خان طور اتما خیل نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ نجی مصروفیات کی بنا آج سے تا اختتام اجلاس شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر عمر خان جمالی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کونٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: انجینئر زمرک خان اچکزئی صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کونٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست میں شرکت کرنے سے قاصر رہیں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: مولوی نور اللہ صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کونٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: میر اختر حسین لاگو صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب شام لعل صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ نجی مصروفیات کی بنا آج سے تا اختتام اجلاس رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: جناب دنیش کمار صاحب نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ کونٹہ سے باہر ہونے کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: ڈاکٹر بابہ خان صاحبہ نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سیکرٹری اسمبلی: محترمہ بشکلیہ نوید صاحبہ نے مطلع فرمایا ہے کہ وہ نجی مصروفیات کی بنا آج کی نشست سے رخصت منظور کرنے کی درخواست کی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آیا رخصت منظور کی جائے؟ رخصت منظور ہوئی۔

سرکاری کارروائی برائے قانون سازی

وزیر برائے محکمہ اعلیٰ تعلیم یونیورسٹی آف گوادار کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون

نمبر 31 مصدرہ 2018ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

میر سلیم احمد خان کھوسہ (وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور): میں وزیر محکمہ داخلہ سلیم احمد کھوسہ، وزیر برائے محکمہ اعلیٰ تعلیم کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ یونیورسٹی آف گوادر کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2018ء) کو منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جناب نصر اللہ خان صاحب۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! اُس دن اس بل پر ہمیں اعتراضات تھے۔ حکومتی اراکین نے کہا پہلے اس کو ٹیبل ہونے دیں۔ ہم نے ٹیبل ہونے دیا پھر اُن کی طرف سے کہا گیا ”کہ گوادر یونیورسٹی پر جو بھی آپ کی تجاویز ہوں گی، ایکٹ میں، وہ تجاویز آپ پھر شامل کر سکتے ہیں“۔ تو میری استدعا یہ ہے کہ ہم نے اس ایکٹ میں جو آپ کے سامنے پڑا ہے، اس میں ہم نے کچھ تجاویز دی ہیں کہ ان کو بھی اس میں شامل کیا جائے۔ اُس کا سنڈیکٹ ادارہ ہے اُس کا سینیٹ ادارہ ہے۔ اور سب سے بڑھ کر طلباء کے لئے ایک یونیورسٹی ہوتی ہے، اساتذہ کیلئے، اگر اُن کے اداروں سے اساتذہ اور طلباء کو نکالا جائے پھر اُس یونیورسٹی میں طلباء کا وہ کردار نہیں رہے گا اساتذہ، پروفیسرز، ایسوسی ایٹ پروفیسرز، اسٹنٹ پروفیسرز، لیکچرارز۔ تو ان کو اس ایکٹ میں موجودہ ایکٹ میں اکثر اُس سے پروفیسرز کا طلباء کا جو کردار ہے، اُن کے اداروں سے جو بڑے powerful ہوتے ہیں۔ اُنکی سنڈیکٹ، اُن کی سینیٹ، اُن کی فنانس کمیٹی، دیگر اگر اُن سے طلباء اور اساتذہ کا کردار ختم کرینگے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ پھر صرف ایک بندے کے رحم و کرم پر ہوں گے۔ تو یہ ٹھیک نہیں رہے گا۔ میں request کروں گا۔ وزیر داخلہ صاحب سے وزیر تعلیم ہائر ایجوکیشن صاحب بھی تشریف لائے ہیں۔

میر اسد اللہ بلوچ (وزیر محکمہ خوراک، سماجی بہبود اور نان فارمل ایجوکیشن): جناب اسپیکر! صحافی برادری گیلری چھوڑ کر نکل رہی ہے ان کا ضرور کوئی مسئلہ ہوگا۔ اگر ہمیں اجازت دے دیں تاکہ اُن کو منا کر لائیں کیونکہ اُن کے بغیر کارروائی بے مقصد ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: تین معزز اراکین جا کر اُن کو منا کر لائیں۔

وزیر محکمہ خوراک، سماجی بہبود اور نان فارمل ایجوکیشن: جناب اسپیکر! مسئلہ یہ ہے کہ پورے پاکستان میں اخبارات کے جو چھوٹے چھوٹے ملازم ہیں۔ سولہ بندے، جن کو بلوچستان سے نکالے گئے ہیں۔ چار لاکھ تنخواہ والے رکھ لیے ہیں، باقی بیس ہزار والے جتنے ہیں چھوٹے چھوٹے ملازم ہیں، ان کو نکال دیئے گئے ہیں۔ ہم اُن کو سُن کے کوشش کریں گے کہ وہ اپنا واک آؤٹ ختم کر کے یہاں اسمبلی کارروائی نوٹ کریں۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: جناب اسپیکر! اسد اللہ بلوچ اور باقی ساتھی جا کر اُن کو منا کر لائیں۔ پھر یہ ہاؤس اُن مطالبات کے سلسلے میں ایک قرارداد لائیں۔ اور اُس قرارداد کو منظور کر کے اُن کے آرگنائزیشن کو بھیجا جائے۔
جناب ڈپٹی اسپیکر: اپوزیشن سے بھی کوئی معزز رکن ان کے ساتھ چلا جائے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! اس میں کچھ ہمارے مقامی اخبارات و جرائد ہیں، اُن کے مالکان کی جانب سے باقاعدہ کیپ لگایا گیا ہے پریس کلب کے سامنے کہ اُن کے اشتہارات بند کئے گئے ہیں وہ سراپا احتجاج ہیں اُنہوں نے وہاں کیپ لگایا ہے شاید وہ یہاں اسمبلی کے سامنے بھی آجائیں۔ تو یہ بھی انفارمیشن منسٹر صاحب کرے۔ جو ان کا ABC ہے۔ اُن کا میڈیا سیل جو حکومت کے اُس پر پورے اُترتے ہیں۔ اس کے باوجود کیوں حکومت نے ہمارے ہی لوگ ہیں ہمارے یہ جرائد ہیں ہمارے اخبارات ہیں اُن پر اُنہوں نے پابندی لگادی ہے اُن کو اشتہارات نہیں دیئے جارہے ہیں جو کہ ایک افسوسناک عمل ہے۔ ہماری حکومت ہے ان کو اشتہارات دے دیں اُن سے ہمارے ہزاروں لوگ وابستہ ہیں۔ تحصیل میں، ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹرز میں۔ میں request کروں گا منسٹر صاحب سے کہ وہ ان احتجاج والوں کے پاس جائیں جو پریس کلب کے سامنے بیٹھے ہوئے ہیں۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات): میں اس حوالے سے کچھ بولوں شکر یہ۔ زیرے صاحب نے جو ایک اہم issue raise کیا ہے۔ یہ actually جب مجھے انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کا جب چارج ملا۔ تو وہاں کوئی بگاڑ پیدا ہوئی تھی۔ نہ انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کا کوئی سر تھا، نہ پیر۔ ہم نے آتے ہی اُس کو streamline کرنا شروع کر دیا۔ اُس میں سب سے پہلے جنرلسٹ ویلفیئر فنڈ تھا، کوئی 24 کروڑ روپے۔ وہ بھی گورنمنٹ منی تھی۔ گورنمنٹ نے کچھ منی بینک میں رکھی ہوئی تھی تاکہ اُس سے جنرلسٹ جو اُن کے ویلفیئر کیلئے کچھ کیا جاسکے۔ لیکن اُس میں اس طرح تھا کہ جی پتہ نہیں چل رہا تھا کہ کس mechanism سے لوگوں کو مل رہے ہیں۔ criteria کیا ہے۔ کوئی کمیٹی فعال نہیں تھی جس طرح گورنمنٹ کی ہوتی ہے۔ کوئی آڈٹ بھی اس طرح کا نہیں تھا۔ تو ہم نے آتے ہی اس کو ٹھیک کیا۔ اس کے علاوہ ہا کرز فنڈ تھا، وہ ہم نے آتے ہی ٹھیک کیا۔ اس میں سب سے بڑا مسئلہ اشتہارات کا تھا۔ اب اشتہارات ایسے ہیں کہ جی ہر سال کروڑوں روپے اخبارات کو جاتے ہیں۔ اب اُس میں پتہ نہیں کہ وہ اخبارات آیا اُن کی circulation ہے یا نہیں۔ یہ کس mechanism کے تحت اُن کو مل رہے ہیں۔ جناب اسپیکر! کوئی 60% اس طرح کے اخبارات ہیں جن کے اشتہارات بند نہیں کیے ہیں۔ 60% ایسے اخبارات ہیں جن کا کوئی سرولیشن ہی نہیں۔ اچھا اُنہوں نے ABC

ڈیکلریشن بھی لی ہوئی ہے۔ انہوں نے PID میں اپنی رجسٹریشن بھی کی ہوئی ہے۔ اب اس میں ڈیلی گریں گوادریک اخبار ہے۔ اسی طرح ڈیلی گوادریک ٹھیک ہے، اسی طرح ڈیلی ریفارم کوئٹہ اسی طرح ڈیلی پاکستان اسی طرح تقریباً کوئی ساٹھ ستر اخبارات ایسے ہیں جن کا گراؤنڈ پر کوئی نام و نشان نہیں ہے۔ تو جناب اسپیکر! میں نے اُن سے یہ کہا ہے کہ جی آپ یہ public money ہے۔ یہ اُن اخبارات کیلئے ہیں جن کی واقعی circulation ہے، ٹھیک ہے۔ اچھا! کچھ ایسے اخبارات بھی ہیں جن کا ABC expire ڈیکلریشن ہوئی ہے۔ اب ٹھیک ہے اُس میں بڑے بڑے اخبارات کے بھی نام ہیں۔ اُس میں جنگ بھی ہے، اور بھی دو تین اخبارات ہیں۔ اگر ہم اُن کو اشتہارات دے دیں تو یہ غیر قانونی ہوگا۔ اسی طرح کوئی دو تین اخبارات ایسے ہیں جن پر نیب کے کیسز بنے ہوئے ہیں۔ تو جناب اسپیکر! میں نے اُن سے یہ کہا ہے کہ جی دیکھیں ہم نے جنرل ازم کو فروغ دینا ہے، ہم نے کسی کو بھتہ نہیں دینا ہے۔ اگر آپ لوگ صحیح معنوں میں یہاں اپنے اخبارات کھولیں گے، اپنا circulation بڑھائیں گے تو اُس میں آپ کو دینگے اور ہمیں کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم بلوچستان کے جتنے بھی ریجنل اخبارات ہیں اُن کو support کریں گے۔ لیکن ایک شرط ہے جو مجھے بڑا افسوس ہوا ہے کہ جی ہمارے اپوزیشن لیڈر صاحب کہہ رہے ہیں کہ بڑی زیادتی ہوئی ہے۔ خدا نخواستہ میرا کسی کے ساتھ زیادتی کرنے کا کوئی ارادہ ہے نہ تھا۔ مقصد میرا صرف یہ ہے کہ ان کو ہم پروجیکٹ کریں اور جو genuine اخبار ہیں اُن کو ہم appreciate کریں۔ اُس میں ہم کمیٹی بنائیں گے اور اُس کمیٹی میں انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کے کچھ لوگ ہونگے، کچھ لوگ مشہور اخبارات میں سے ہوں گے۔ اور وہ اخبارات جو genuinely اُن کے circulation ہیں۔ اور اُن کو definitely ہم support کریں گے۔ اور وہ اخبارات جن کے نہ سر ہیں نہ پیر نہ کوئی circulation ہے، اُن کو support کرنے کا تو کوئی جواز ہی نہیں بنتا۔ اور اس طرح کے غیر قانونی کام کرنے پر اپوزیشن کو چاہیے کہ جی وہ اپنی گورنمنٹ کو appreciate کرے کہ جو قانون کے مطابق کام کریں۔ اگر ہم اس کو غیر قانونی طور پر کرنا شروع کر دیں، کل کوئی انکوائری بھی ہو سکتی ہے، کوئی آڈٹ کا مسئلہ ہو سکتا ہے۔ لیکن میں اپوزیشن والوں کو کہہ رہا ہوں کہ وہ اس میں کمیٹی بنائیں گے اور اس میں انشاء اللہ تعالیٰ genuine اخبارات کو support کریں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ۔ جی۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: کچھ ہمارے اخبارات ہیں جو ہماری اپنی مقامی قومی زبانیں ہیں، پشتو، بلوچی، براہوئی ہے اُس میں ہیں۔ تو کیوں ناں ہم اُن کی ترقی و ترویج کیلئے کام کریں، صرف یہ نہیں ہے کہ باہر سے جو

اخبارات ہیں وہ ہمیں کورٹج بھی نہیں دیتے ہیں، ہمارے جو باہر کے اخبارات ہیں وہ ہمیں اس طرح کورٹج، آپ کا پورا ہاؤس جارہا ہے، آپ یقین کریں کہ ہم نے پچھلے دن پانچ گھنٹے یہاں اجلاس کیا۔ میں بڑے ذمہ دارانہ انداز سے یہ بات کہوں گا کہ پانچ منٹ بھی ہمیں کسی ٹی وی چینل نے کورٹج نہیں دیا۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات): جناب اسپیکر! بلوچی، پشتو، براہوی، فارسی جو بھی اخبار ہوگا نام بتادیں۔

جناب نصر اللہ خان زیری: میں بتا دوں گا جناب اسپیکر! منسٹر صاحب ذرا تھل کا مظاہرہ کریں۔ وہ اقتدار میں ہیں ان کو بات سننی چاہیے، اپوزیشن کی بھی اور ہمارے صحافی حضرات کی بھی۔ تو میں کہہ رہا تھا کہ پوری کارروائی پانچ گھنٹے جاری رہی۔ پانچ منٹ آپ مجھے بتادیں جتنے بھی ٹی وی چینل ہیں، یہاں وہ گھنٹوں کھڑے رہتے ہیں پانچ منٹ انہوں نے ہمیں کورٹج نہیں دیا ہے۔ باہر کے اخبارات آپ اٹھا کر دیکھیں۔ آج کے اخبارات یا کل کے، ہم نے یہاں پانچ گھنٹے اجلاس کیا۔ ایک بھی باہر کا اخبار جس نے ہمیں اس ہاؤس کو کورٹج دیا۔ اس کے باوجود ہمارے اشتہارات ان کے لئے جارہے ہیں کیوں؟ کیوں ناں ہم اپنے جرائد کو اپنے جو ہمارے رسالے یہاں چھپتے ہیں، ہمارے اخبارات چھپتے ہیں ان کو ہم وہ نہ دیں۔ ابھی ABC انکا جو Audit Bureau of Circulation ہے اس کا ایک معیار ہوتا ہے جو بھی ABC certified ہوتا ہے، اس کے بعد اس کی central media list ہوتی ہے۔ ابھی جن اخبارات کے حکومت نے اشتہارات بند کئے ہیں وہ سنٹرل میڈیا لسٹ کے معیار پر پورا اترتے ہیں اسکو آپ ڈمی نہیں کہہ سکتے۔ لہذا جب وہ ڈمی نہیں ہیں کیونکر آپ نے ان کے اشتہارات بند کئے ہیں؟ اس طرح آپ نہ کریں آپ بجائے اس کے بیک جنبش قلم ان کے آپ نے اشتہارات بند کئے، kindly آپ ان کو بلا لیتے، کمیٹی بنا لیتے، پورا کمیشن ہوتا۔ اسلئے شاید آپ ٹھیک کہہ رہے ہیں بہت سے اخبارات ایسے ہونگے۔ لیکن اس طرح آپ نے قدم اٹھایا ہے وہ ٹھیک نہیں ہے۔ وہ ہمارے عوام کیلئے ٹھیک نہیں ہے اس صوبے کیلئے ٹھیک نہیں ہے۔

وزیر محکمہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات: معزز رکن نام بتادیں کہ کس اخبار کے ساتھ زیادتی ہوئی ہے۔ جناب اسپیکر! یہ میرے پاس ایک لسٹ پڑی ہوئی ہے ان اخبارات کی۔ میں آپ سے گزارش کرونگا کہ آپ اس کی فوٹو کاپی کرا کے سارے ممبران میں تقسیم کریں اور سارے دیکھ لیں کہ جس اخبار میں بھی آیا ہے ان کی کوئی existence ہے؟ اب ایک چیز کی existence ہے نہیں، کچھ اخبارات ایسے ہیں جنہوں نے ABC ڈیکلریشن لی ہوئی ہے لیکن ابھی وہ سرے سے چھپے کچھ نہیں ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! آپ بیٹھیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: آپ رولنگ دے دیں کمیٹی بنائیں۔ اپوزیشن کے طرف سے بھی لے لیں، یہ بھی ہونگے، اخبارات کے مالکان بھی ہونگے۔ اُس میں ہم بیٹھ کر فیصلہ کریں گے۔

وزیر محکمہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات: آپ کمیٹی بنائیں۔ ابھی میں سیکرٹری اسمبلی صاحب سے گزارش کرتا ہوں کہ یہ لے لیں اور یہ سارے ممبران میں تقسیم کر دیں۔ اس میں اگر دیکھیں %60 ایسے اخبارات نہیں ہیں جن کا کوئی سرے سے ہی نام و نشان نہیں ہے۔ اب ایک اخبار صرف requirements پوری کرنے کیلئے دو یا تین اشتہار چھاپ دیتا ہے اور پھر جا کے انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ سے کرپٹ پریکٹسز استعمال کر کے وہ لے لیتا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ ہم اُس کو اشتہارات دیتے رہیں۔ یہ حق تلفی اُن اخباروں کی ہوگی جو real sense میں اُن کی circulation ہے۔ ہماری basically کسی اخبار کے ساتھ، کسی جرنلسٹ کے ساتھ کوئی دشمنی نہیں ہے۔ سارے میرے بھائی ہیں، ہمیں بلوچستانی ہوں، میں کوئی پنجاب سے یا اُن کا کوئی spokeman نہیں ہوں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ یہ جو ڈیپارٹمنٹ مجھے ملا ہے، یہ real sense میں کوئی کام کرے۔ اور اُن اخبارات کو support کریں جو genuinely کام کر رہے ہیں، یہ اخبارات جن کا نہ کوئی سر ہے نہ پیر نہ کوئی existence ہے۔ basically اُن کی حق تلفی کر رہے ہیں جو اصل میں genuinely کام کرنا چاہتے ہیں۔ تو اس میں آپ دیکھیں، کوئی کمیٹی بنائیں، اس میں اگر مجھ پر چھوڑتے ہیں، میں انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ سے اخبارت کی کوئی کمیٹی بناتا ہوں وہ جا کے گراؤنڈ چیک کرے۔ جن اخبارات کی circulation ہے اُن کو definitely ہم support کریں گے۔ لیکن یہ تو کوئی بات نہیں ہے کہ جی باہر کے اخبارات کو support کر رہے ہیں۔ اس میں اور بھی لسٹ ہمارے پاس ہے، جن میں ہم 4 لوکل اخبارات انگریزی کے ہم support کر رہے ہیں Balochistan time . daily Balochistan express Quetta , daily independent Quetta ,daily Mirror Quetta کوئی چار لوکل languages ہیں۔ ڈیلی نوئے زند۔ ڈیلی نوئے وطن۔ ڈیلی تلار نوشکی، ڈیلی ذلان کوئٹہ۔ ٹھیک ہے اسی طرح اور بھی بہت سے اخبارات ہیں جو ہم support کر رہے ہیں لیکن sorry to say میں منسٹر ہوں، مجھے کسی غلط کام کرنے پر آپ مجبور نہ کریں۔ میں وہی کام کرونگا جو مجھے قانون اور آئین کہے گا۔ اُس کے علاوہ میں وہ کام نہیں کرونگا۔ اگر آپ کو پتہ چلا ہے کہ میری خدانخواستہ کوئی غلط intention ہے مجھے کوئی بتادیں۔ جب سے میں نے چارج سنبھالا ہوا ہے اللہ کے فضل و کرم سے میرا گریبان میرا دامن صاف

ہے۔ میں کوئی غلط کام نہیں کر رہا ہوں۔ میں صرف اور صرف یہ چاہتا ہوں کہ یہ جو genuinely چیزوں کو support کیا جائے۔ چار، پانچ اخبارات نے گوادر سے ڈیکلریشن ہوئی ہے۔ آپ قسم لے لیں کسی گوادر کے بندے سے کہ اُس نے کبھی اُس اخبار کی شکل دیکھی ہے۔ تو اُس کو انفارمیشن ٹیکنالوجی ہے سینٹی میٹر ہے اُس کو کسی کو 7 سینٹی میٹر کا شتہارا ملا ہے کسی کو ہزار سینٹی میٹر کا۔ بھائی genuinely کچھ کریں۔ وہاں کا کوئی نوجوان یا کوئی logic journalist اگر کوئی اخبار نکالنا چاہیے تو اُس کے لئے کیا space رہ جاتا ہے؟ تو خدارا! اپوزیشن والوں سے میری گزارش ہے، میرے اپنے colleagues سے گزارش ہے کہ کم از کم اگر ہم غلط کام کریں تو ہمیں جا کے آپ روکیں، ہمیں ٹوکیں۔ جو صحیح کام کر رہے ہیں اُس کے لئے ہمیں روک رہے ہیں۔ اور یہ دنیا میں پہلی دفعہ ہو رہا ہے کہ اپوزیشن گورنمنٹ کو غلط کام کرنے پر کہہ رہی ہے۔ (مداخلت۔ شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: نصر اللہ زریے صاحب! آپ بیٹھیں۔ جی ثناء بلوچ صاحب! آپ بات کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ شکر یہ جناب اسپیکر۔ ویسے اتنی heated debate کی ہے اتنا گرم ہونے والا جذباتی ہونے والا مسئلہ نہیں ہے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے دیکھیں! اگر میں سچ پر بات کروں گا اس کی تاریخی حوالے سے میں بات کروں گا۔ پھر بات تاریخ میں چلی جائیگی۔ دنیا میں انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ ہے یا منسٹری ہے جن ملکوں نے بنائی ہے، مطلب 4 ستمبر 1939ء کو یہ پہلی دفعہ منسٹری آف انفارمیشن UK میں بنی۔ اُس کی ایک وجہ تھی پلٹھی اور پروپیگنڈہ۔ یہ کوئی ایسی منسٹری نہیں ہوتی۔ اب جن ممالک میں انہوں نے بنائے چرچل کے وقت تک قائم رہی اور اُس کے بعد 1945ء اور 1946ء کے بعد جس ملک نے منسٹری آف انفارمیشن پہلی دفعہ بنائی اُس ملک نے ہی منسٹری آف انفارمیشن ختم کر دی۔ آج UK میں منسٹری آف انفارمیشن exist ہی نہیں کرتی وجود ہی نہیں رکھی۔ جناب والا! وہ حکومتیں جب اس طرح کی منسٹریز رکھتی ہیں اُنکا ایک مقصد ہوتا ہے۔ اگر ظہور جان کہتے ہیں کہ ہمارا پیسہ خرچ ہو رہا ہے، ہم زیادتی نہیں کرنا چاہتے، ہم آئین اور قانون کے مطابق کام کرنا چاہتے ہیں۔ تو میرے خیال میں دو، چار اخبارات کو نوازنے کی بجائے آپ منسٹری آف انفارمیشن کو ختم کریں۔ اُس کا 1 ارب روپے، 88 کروڑ یا 90 کروڑ کے قریب تک بجٹ ہے۔ میں ہمیشہ سے یہی کہتا چلا آ رہا ہوں ہم کسی دو چار اخبار والوں کے نہ حامی ہیں نہ دو چار کے مخالف ہیں۔ ان کے اندر اخبارات کی overall جدوجہد میں بہت ہے۔ صحافیوں کا ہے۔ یہاں کے اہل علم کا ہے۔ یہاں کے زبان، کلچر، ادب کو promote کرنے میں صحافیوں نے بڑا کردار ادا کیا ہے۔ لیکن دنیا بڑی تیزی کے ساتھ آگے بڑھ رہی ہے۔ انفارمیشن ٹیکنالوجی جو نئے سوشل میڈیا کی ایک نئی جنریشن آگئی ہے۔ معلومات کی رسائی

اب صرف اخبارات تک محدود نہیں رہی۔ اگر منسٹر صاحب کہتے ہیں، میں دو منٹ کیلئے ان کی بات تسلیم کر لیتا ہوں کہ یہاں کافی ڈمی اخبارات ہیں۔ 16 سینٹی میٹر 60 سینٹی میٹر 100 سینٹی میٹر۔ میں نہیں جانتا ان چیزوں کو یہ سینٹی میٹر کیا ہے؟ یہ اخبارات کو حکومت کے حق میں اور حکومت کی پبلسٹی اور پروپیگنڈہ کی مشینری کے طور پر سینٹی میٹر استعمال ہوتے رہے ہیں۔ یہ بلوچستان میں کوئی جھوٹ نہیں ہے۔ بلوچستان میں جب ہم اخبار اٹھانے کیلئے کوئی بچہ اٹھاتا ہے اُس کا آدھا صفحہ حکومت کے اپنے اشتہارات سے بھرا ہوتا ہے۔ پرائم منسٹر کی، چیف منسٹر کی، گورنر کی، دوسروں کی اتنی بڑی بڑی تصویریں ہوتی ہیں۔ بچے کو جس کی ضرورت نہیں ہوتی انفارمیشن معلومات کی رسائی، jobs آتی ہیں، ٹینڈرز آتے ہیں آپ کے پاس سارے ہیں۔ اگر میں ظہور صاحب کی بات سے دو منٹ کیلئے اتفاق کرتا ہوں وہ مجھے یہ assurance دے دیں کہ اگر وہ آج کہہ دیں کہ جی انفارمیشن منسٹری کو ہم ختم کر دینگے، سینٹی میٹر کا کلچر بلوچستان سے ختم کرنا ہے، میں اپنے جو بھائی متاثر ہیں اُن کو ہم منائیں گے۔ اُن کے روزگار کیلئے ہم بیٹھ کے کمیٹی بنائیں گے۔ بلوچی، براہوئی، پشتو، سرائیکی، سندھی۔ جو زبانیں متاثر ہو رہی ہیں اس سینٹی میٹر سے اُن کو بچانے کیلئے بھی ہم حکمت عملی بنا سکتے ہیں۔ لیکن کیا وہ یہ ہمارے ساتھ کام آنے کیلئے تیار ہیں کہ جب جس ملک نے 1939ء میں منسٹری آف انفارمیشن بنائی۔ 1946ء میں 1947ء میں دوسری جنگ عظیم میں پبلسٹی اور پروپیگنڈہ کے طور پر استعمال کرنے کے بعد اُس کو ختم کر دیا۔ کہ کیا ابھی تک جھوٹ پھیلانے کی اس طرح منسٹری کی ایسے غریب صوبے میں ضرورت ہے۔ اگر بند کرنا ہے اشتہارات سب کے بند کر دیں۔ اگر نہیں کرنا ہے انصاف کا تقاضہ یہی ہے کہ اگر آپ کہتے ہیں کہ transitional period چاہیے۔ ایک سے دو سال تک کا۔ ہم آپ کے ساتھ بیٹھنے کیلئے تیار ہیں۔ سینئر صحافیوں کو زبان دانوں کو بلوچی، براہوئی، پشتو یا جو بھی آپ کہتے ہیں چھوٹے اخبارات میں، ڈمی نہیں کہوں گا۔ ایک صحافی جس کے پاس دو سے تین کروڑ روپے نہیں ہیں کہ وہ بہت بڑا پریس لگائے۔ دن کے 16 یا 17 ہزار تو اُس کی circulation ہے۔ ایک غریب جب نکلتا ہے اُن کو صحافت کا شوق ہے وہ 20 سے 40، 50 بھی اگر circulate کرتا ہے وہ سیکھ رہا ہے سیکھنے کے عمل سے گزر رہا ہے کہ کل شاید وہ بڑے اخبار میں تبدیل ہو۔ جس دن ”جنگ اخبار“ بنا تھا خلیل الرحمن صاحب سائیکل پر اخبارات بانٹتے تھے۔ اُس کو حکومت پاکستان نے support کیا۔ overall اسٹیٹ کی support رہی۔ آج ”جنگ“ پاکستان کا نہیں بلکہ internationally بہت بڑا میڈیا ہاؤس بن گیا ہے۔ اسی طرح باقی اخبارات ہیں۔ اور یہ سارے اخبارات ہمارے لئے قابل قدر ہیں۔ لیکن اگر بات آتی ہے مؤقف کی تو منسٹری آف انفارمیشن ایک ایسا ادارہ ہے جو ابھی

تک انسانوں کے احساسات، اُن کے جذبات کو، حالات کو، واقعات کو، اپنے طریقے سے کنٹرول کر کے اخبارات تک محدود کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ تو لہذا ایسے حالات میں منسٹری آف انفارمیشن کی ضرورت ہی ختم ہو جاتی ہے اگر صرف ان کا بند کرنا ہے پھر یہ تین چار اخبارات یہ سلیکٹیو اپروچ نہیں ہونا چاہیے۔ تو ظہور جان آپ اگر سمجھتے ہیں کہ منسٹری آف انفارمیشن اس سے پہلے قانون اور آئین کے مطابق کام نہیں کر رہی تھی کیا آپ یہ تسلیم کریں گے یہ یقین دہانی کرادیں ہم آپ کو سپورٹ کریں گے کہ ٹرانزیشنل ایک سال سے دو سال کے عرصے میں ہم یہ جو سلسلہ ہے جو جھوٹ کا پروپیگنڈہ کی پبلسٹیٹی کا اس وقت بنایا گیا تھا 1939ء میں انہوں نے اُن ممالک نے اس کو ختم کر دیا کیا آپ بلوچستان جیسے غریب صوبے میں اس منسٹری کو ختم کر کے اس کے بجٹ کو تعلیم اس کے بجٹ کو اکیڈمیز کو دیدیں بلوچی اور براہوی کے، پشتو کے تاکہ وہاں سے چھوٹے اخبارات شروع کریں یا جو صحافی ہیں ان کے لئے ہم کوئی روزگار کا بندوبست آپ کوئی اور اچھی سے منسٹری بنائیں گے پروفیشن آف لینگویجز کا بنانے کلچر کا بنانے ان لوگوں کو سب کو ہم ایڈجسٹ کر سکتے ہیں سینٹی میٹر کا کلچر ختم کر کے، شکر یہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔

وزیر محکمہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات: ثناء صاحب میرے بھائی ہیں بڑے اچھے ہیں، ساری دنیا انکو مانتی ہے لیکن یہ صرف پروپیگنڈہ کا کوئی ٹول نہیں ہے یہ جو اشتہارات گورنمنٹ کی بیسک کامیابی کی اسٹوریز کو دینا۔ اور جنرلزم کو پیٹرنائز کرنا اخبارات کو پیٹرنائز کرنا یہ انفارمیشن کا کام ہے۔ اُس میں ہم نے ایک چھوٹی سی کوشش کی کہ اس کو ہم پیٹرنائز کریں اس کو ایک صحیح ڈگر پر لیجائیں۔ اب مجھے، میں پہلے بھی آپ سے یہ عرض کر چکا ہوں میری خدانخواستہ کسی کے ساتھ نہ کوئی دشمنی ہے نہ اس میں میرا ذاتی کوئی مفاد میرا اپنا ذاتی گیم اس میں ہو۔ میں صرف یہ چاہتا تھا کہ جی یہ جو اشتہارات ہیں ان کے لئے ہم ایسا ایکٹیوٹیٹل ایسا ایک شفاف اور ایسا ایک بہترین نظام وضع کریں جس میں ہمارے جو اخبارات کے چھوٹے چھوٹے یونٹس ہیں، اُن کو پیٹرنائز کریں اُن کو آگے بڑھنے کا جو ایک موقع مل جائیں۔ اب اس میں میں چونکہ کھل کے بیان کیا۔ اس میں ستم ظریفی یہ ہے بجائے کہ ہم ان اصل مقاصد پر جو مجھ سے پہلے ان کو ہم حاصل کرتے وہاں ایک قسم کی ایک لائبرین گئی ہیں جس میں انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کی ملی بھگت سے سارا کچھ ہوتا رہا ہے۔ اس میں اب اسمبلی فورم پر یہ بات آگئی ہے۔ تو اس میں ایک کمیٹی بنالیتا ہوں وہ کمیٹی جو چھان بین کرے گی کہ یہ اخبارات جن کو اشتہارات جارہے تھے اس بنا پر اُن کا اشتہار نہیں روکا گیا ہے کہ جی خدانخواستہ ان کے ساتھ کوئی ذاتی دشمنی تھی۔ اس کمیٹی میں انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ کے لوگ ہونگے۔ کمیٹی میں مشہور مدیران بھی ہوں گے۔ جس میں انتخاب اخبارتین چار بڑے اخبارات ہیں۔

وہ بیٹھ کے فیصلہ کریں گے کہ جی کس اخبار کو کتنا اشتہار دینا چاہیے۔ میرا کوئی کٹرول نہیں ہوگا۔ میرا صرف مقصد یہ ہے کہ انفارمیشن ڈیپارٹمنٹ چونکہ ایک اس کی بڑی اہم پوزیشن ہے یہ گورنمنٹ کی فیس ہے ہر صوبے میں بلوچستان میں بڑی اس کی پوزیشن گورنمنٹ ہے۔ اور وہ اس کو ایک مقام نہیں مل سکا جو ملنا چاہیے تھا اور اس کے ساتھ ساتھ وہ جو مقامی صحافی ہیں وہ مقامی اخبارات میں جو پریٹنڈ اسٹیج میں ہیں۔ اور وہ کوئی پندرہ، بیس، پچیس، تیس سالوں سے اسی اسٹیج پر ہیں وہ بڑھ نہیں رہے ہیں ہم ان کو پیسکلی پُش کر کے ان کو آگے ہم لیجانا چاہتے ہیں تاکہ ان کی کپیسٹی بڑھ جائے۔ ہمارا اقدام کا مقصد یہ نہیں ہے کہ جی ہم انکو خدانخواستہ ختم کر دیں تاکہ وہاں سے ختم ہوں۔ ہم چاہتے ہیں کہ ذرا آگے پُش ہوں۔ اس کی سرکولیشن اگر نہیں ہے تو اس کی سرکولیشن سو تک آجائے سو کی جن کی سرکولیشن وہ دو سو تک آجائے دو سو کی ایک ہزار تک آجائے ٹھیک ہے مقصد ہمارا پیسکلی یہی ہے اور جو چیزیں میں نے یہاں بتائیں میرے پاس جو فیکٹس اینڈ فیکٹرز سارے میرے پاس پڑے ہوئے ہیں۔ میں ابھی جو معزز ممبران کو سرکولٹ ہو جائینگے معزز ممبران یہ فیصلہ کر لیں۔ ایک اخبار کا وہ تربت سے کوئی اخبار نکال رہا ہے کوئٹہ میں بیٹھ کے اس نے کچھ ڈاکو مینٹس بنائے ہوئے ہیں ABC ڈیٹیکریشن لی ہوئی ہے پی آئی ڈی سے کچھ فورجری سے اس نے لے لیا ہوا ہے۔ اب وہ تربت کے جتنے اس کے اشتہارات ہیں وہ تو ان کے حصے میں جا رہے ہیں۔ جو نیا جرنلسٹ جو نیا بلڈ آنا چاہیں اس کا بھی راستہ اس نے روکا ہوا ہے۔ ہم چاہتے ہیں کوئی ایسی ایک پالیسی ایک میکنزم وضع ہو جس میں ان کو بھی مواقع مل جائیں۔ تو اس میں بہت جلد ایک پالیسی بنا کے میں اسمبلی کو آگاہ کر دوں گا۔ اس میں اگر ثناء بلوچ زیرے جیسے دوستوں کی اگر ہمیں in put کی ضرورت ہے ان کو بھی ساتھ ملا لیں گے۔ لیکن مقصد جو ہمارا یہ ہوگا کہ ہم اپنے مقامی اخبارات کو اپنے یہاں جو اخبارات کی سرکولیشن ہے انکو کیسے آگے فروغ دیں انکو کیسے مواقع دیں جو باقی صوبوں کے برابر آجائیں، شکر یہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ بلیدی صاحب! جی آغا صاحب! اس پر میرے خیال سے مزید بحث کی گنجائش نہیں ہوگی۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: جناب اسپیکر! ایک تو وزیر صاحب نے جذبات کے رو میں بہہ کے پوزیشن پر ایک الزام لگایا کہ وہ ہمیں اُکسارے ہیں۔ یہ الفاظ یا تو وہ واپس لے لیں یا ریکارڈ سے آپسچ کرائیں ایک۔ وزیر محکمہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات: اسپیکر صاحب! میں اپنے الفاظ واپس لیتا ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بلیدی صاحب نے اپنے الفاظ واپس لے لیے۔

انجینئر سید محمد فضل آغا: شکر یہ اور آئندہ کے لئے گزارش یہ ہے کہ اس ہاؤس کو، یہاں کوئی نواد چوہدری نہیں ہونا

چاہیے۔ یہاں مل کے ہم بھائیوں کی طرح حل کریں۔ باقی اس بات سے میں ان کی agree کرتا ہوں کہ ہمارے جو اپنے لوکل اخبار ہیں ان کی ضرور حوصلہ افزائی کرنی چاہیے، چاہے وہ کسی بھی لوکل زبان میں ہو۔ اور اخبار والوں کو بھی زیادہ محنت کرنی چاہیے کہ بلوچستان کے ایشوز کو اجاگر کریں۔ سفید ہاتھی کی حوصلہ شکنی کرنی چاہیے۔ اب ریفرنس دیا گیا ہے جنگ یا کسی اور کا۔ وہ ارب پتی بن گئے ہیں پاکستان چھوڑ کے ان کی دہی میں بھی، انگلینڈ میں پیہ نہیں کہاں کہاں جائیدادیں ہیں۔ ڈمی اخبارات کو ضرور بیچ میں نکال کے جو ہمارے چھوٹے اخبار ہیں بلوچستان کے وہ بلوچستان کے طول و عرض میں کہیں سے بھی نکلتے ہوں ان کی ضرور مدد کرنی چاہیے۔ وزیر صاحب کی اپنی توجہ چاہیے۔ چھوٹے اخباروں کی ضرور حوصلہ افزائی کی جائے، بیٹھ کے اس پر سوچا جائے۔ بڑے جو اخبار ہیں ان کے تو مالکان بادشاہ بن گئے وہ تو اب کنگ میکرز بن گئے ہیں۔ لہذا چھوٹے اخبار جو بلوچستان سے تعلق رکھتے ہوں، جو اس مٹی کی خدمت کر سکتے ہوں، جو یہاں کے مسائل کو سمجھتے ہوں، اُجاگر کرتے ہوں، ان کی ضرور حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔ اور جس طرح انہوں نے، میں مشکور ہوں جس طرح مشورہ دیا گیا کہ ہم بیٹھ کے اس پر بات کریں اور اپوزیشن بھی ساتھ چلے گی کیونکہ یہ ہمارا مشترکہ ایشو ہے۔ اور اس کو آگے لیجانا چاہیے۔ بلوچستان جس طرح ہر شعبے میں پیچھے رہ گیا ہے۔ اخبار نویسوں میں اخبار نکالنے میں بھی ہم بہت پیچھے ہیں لہذا اپنے لوگوں کو اینکریج کرنا چاہیے، بہت شکر یہ۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ آغا صاحب۔

وزیر محکمہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات: میں ذرا لیٹ ہوا میرے آنے سے پہلے گوادر یونیورسٹی کا مسودہ جو ساتھی نے پیش کیا ہے۔ اس مسودہ پر اُس دن بھی کافی بحث ہوئی اسی پر کچھ کہنا چاہا ہوں۔ دیکھیں! کوئی تین سال کا عرصہ ہوا ہے، گوادر یونیورسٹی ان اصولی طور پر منظور ہو چکا ہے۔ اس میں ہماری انفارمیشن جو اپنا ہار ایجوکیشن ڈیپارٹمنٹ اور یونیورسٹی آف تربت اس نے اچھی خاصی اس پر ڈیلیمریشن کی ہے۔ وہ لاء ڈیپارٹمنٹ سے ویرٹ ہوا ہے۔ اور بہترین ہم نے ایک مسودہ بنایا ہے اُس کا۔ تو چونکہ یہ پیش ہو چکا ہے تو میری گزارش یہ ہے کہ اب اگر ہم اس کو مزید، چونکہ اُس دن تحریک پاس ہوئی تھی اور اس کو ہم نے جو exempt کر لیا تھا۔ ٹھیک ہے وہ ساری متفقہ طور پر پاس ہو گئی اور اپوزیشن نے بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں لگایا۔ ٹھیک ہے اب چونکہ منظوری کے لئے آیا ہوا ہے۔ اور فیڈرل گورنمنٹ کوئی ایک ارب روپے اس پر رکھے ہیں۔ اور اُس پر ایشو یہ ہوا تھا جب چار سو ارب روپے انہوں نے سلیش کر دیا تھا اوٹ کر دیا تھا فیڈرل پی ایس ڈی پی سے۔ تو اس میں ہماری گوادر یونیورسٹی بھی وہ سلیش ہو گئی تھی۔ پھر پرائم منسٹر صاحب بلوچستان تشریف لائے۔ چونکہ یہ بڑا اہم مسئلہ تھا۔ گوادر

آپ کو پتہ ہے کہ سی پیک کا جھومر ہے۔ اور وہ اسکیمیں اب باقی مسائل کے ساتھ ساتھ وہاں یونیورسٹی کی بڑی سخت ضرورت ہے ٹھیک ہے۔ تو میری ایک گزارش آپ سے یہ ہوگی کہ پھر پرائم منسٹر سے گزارش کے بعد جو کیبنٹ میں انہوں نے ہمیں اشورنس دی ہے کوئی بیس کروڑ روپے انہوں نے رکھے ہوئے ہیں۔ باقی ساری چیزیں تیار ہیں۔ تو میری اپوزیشن سے گزارش ہوگی کہ بجائے اس کو ڈیلے کرنے کے وہ اس میں ہماری مدد کرے۔ اور اس پروونگ ہو جائے جس نے اس مسودہ کا ساتھ دینا ہے وہ ہمارے ساتھ آجائیں۔ جس نے ساتھ نہیں دینا ہے وہ اس کے خلاف ووٹ کریں۔ اس میں کوئی ڈیلے کی گنجائش نہیں ہے اور گورنمنٹ نے پیش کر دی ہے اب آپ ووٹنگ کریں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بلیدی صاحب! آپ بیٹھیں۔ جی ملک صاحب۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ: انہوں نے فرمایا کہ میں اپنے الفاظ واپس لے لوں گا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ انہوں نے واپس لے لیے ہیں۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ: اب سوال یہ ہے کہ اُس وقت، یہ آپ کر رہے ہیں۔ جو جس بل کی ہم نے مخالفت کی، اُس کو تو انہوں نے منظور کیا جس بل کے حق میں اُس دن ہم نے رائے دی ہم نے کہا کہ ہمیں منظور ہے ہم اس پر کوئی اعتراض نہیں کرتے۔ ہم کو مزید پریشان کرنے کے لئے ہمارے زخموں پر نمک چھڑکنے کے لئے آج انہوں نے دوبارہ اس کو پیش کیا۔ یہ تو اس طرح ہوتا ہے جناب اسپیکر! بچوں کو آپ نے دیکھا ہوگا جو ایک بچے سے پانچ روپے کا نوٹ لیکر بھاگتا ہے اور وہ پھر جا کر دکھاتا ہے کہ نہ روؤ، ابھی واپس آ جاؤ۔ تو اس طرح کا ظلم ہمارے ساتھ نہیں ہونا چاہیے ہم نے اُس کے حق میں دیا۔

وزیر محکمہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات: دیکھیں! وہ بل منظور ہو چکا تھا۔ اب مجھے یہ نہیں پتہ کہ اسمبلی نے سیکرٹری صاحب بتا سکتے ہیں کہ یہ بل کیسے لے آیا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بلیدی صاحب! آپ تشریف رکھیں ملک صاحب! تحریک کی طرف آتے ہیں۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ: پروسیجر پر ہم نے اعتراض کیا۔ پروسیجر اب بھی ہم کہتے ہیں ڈیفنیکٹیو ہے۔ لیکن گوادریونیورسٹی اور یہ دوسرا جو بل ہے اس کو بھی یہاں پیش کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ ہم نے اپنی رائے دی ہے۔ اگر آپ اچھائی کرتے ہیں کہ جو وہ ظلم اُس دن ہوا ہے اُس بل کو واپس لائیں اس کو واپس بحث کے لئے رکھیں جو آپ لوگوں کو نوازنے کے لئے آپ۔۔۔ (مداخلت)

وزیر محکمہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات: میں ملک صاحب کا شکریہ ادا کرتا ہوں کہ جمعیت علماء اسلام نے بڑے کھلے

دل کا مظاہرہ کے اور اس نے گوادر یونیورسٹی کو اپرو کیا۔ میں اس بات پر ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! اس پر بہت بحث ہوئی۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: ایک منٹ یہ اسمبلی ہے یہ انہوں نے اس دن یہ پلندہ یہاں ہمارے سامنے رکھ دیا خود انہوں نے کہا کہ جا کر کے اس کی آپ اسٹڈی کریں ابھی ہم نے کوئی مثبت تجاویز دی ہیں کوئی غلط کام ہم نہیں کر رہے ہیں جناب منسٹر صاحب۔

وزیر محکمہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات: زیرے صاحب! ہم بچے نہیں ہیں ٹھیک ہے یہ ہر کسی کو پتہ ہے کہ یہاں اسمبلی کی کمیٹیاں ہیں ہی نہیں آپ اس کو کہاں بھیجیں گے؟

جناب نصر اللہ خان زیرے: آپ میری بات سنیں نا، نہیں بات تو سنیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور)

جناب ڈپٹی اسپیکر: بلیدی صاحب! آپ بیٹھیں ہم تحریک کی طرف آتے ہیں۔

وزیر محکمہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات: اس کو منظور ہونے دیں اس کے بعد اگر کسی کی کوئی تجاویز ہیں خدا نخواستہ ہم کوئی غلط کام نہیں کرنے جارہے ہیں۔ ہم آپ کے ساتھ بیٹھنے کے لئے تیار ہیں، اس کو متنازعہ بنانے کی کیا ضرورت ہے۔ جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! منسٹر صاحب نے اس سے پہلے اپنے وہ الفاظ واپس لیے۔ اب وہ دوبارہ ایسے الفاظ کا استعمال کر رہا ہے جو ٹھیک نہیں ہے۔ نہ ہم اس یونیورسٹی کی مخالفت کر رہے ہیں۔ ہم اس کے قانون کو جو ایکٹ آرہا ہے اس کو بہتر بنانے کی کوشش کر رہے ہیں۔ یہاں کچھ میں نے اس کے سنڈیکیٹ، اس کے سینٹ، اس کے اداروں میں پروفیسرز، اساتذہ کی نمائندگی بہتر بنانے کے لئے تجاویز دی ہیں۔ میری ایک تجویز ہے یہ ایسی تجویز نہیں دس جگہ میں نے اس میں کچھ تجاویز دی ہیں اگر آپ کہتے ہیں کہ اس کو آپ شامل کریں آپ بھلے اس کو ابھی منظور کرادیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں زیرے صاحب۔

وزیر محکمہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات: زیرے صاحب! آپ کی تجاویز ہمارے لئے قابل احترام ہیں آپ یہ منظور کریں اسکے بعد جب ہم بیٹھ جائینگے ثناء صاحب ہیں، اپوزیشن ہے، جو بھی ہوگا کیونکہ اس کی وجہ سے وہاں کام میں تاخیر ہو رہی ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: بلیدی صاحب! آپ مہربانی کر کے تشریف رکھیں۔ زیرے صاحب! اسکے لئے دو دن پہلے آپ کو تحریری طور پر تجاویز دینی چاہیے نہیں جو کہ ہمیں موصول نہیں ہوئیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: میں نے سیکرٹری صاحب سے بات کی دو دن پہلے کہ میں یہ تجاویز آپ کو لکھ کر

دے دوں۔ اُس نے کہا نہیں آپ اسمبلی میں پیش کریں۔ یہ میں نے سیکرٹری صاحب سے دودن پہلے اس پر ڈسکشن کی ہے انہوں نے کہا آپ اسمبلی میں یہ لائیں میں چونکہ لایا اس کو آپ شامل کر دیں ایسی کوئی بات نہیں ہے وزیر صاحب جو تجاویز میں نے دی ہیں اس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! آپ مہربانی کر کے چیئر کو ایڈریس کریں۔ دودن پہلے تحریری آپ کو دینا چاہیے تھا جو ہمیں موصول ہوا ہے اس بارے میں آپ کی طرف سے۔ لہذا ابھی اس تحریک کی طرف آتے ہیں پھر بعد میں بھی آپ لوگ اس پر مشورہ کر سکتے ہیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں اگر اس کو شامل کیا جائے تو کیا حرج ہے جناب اسپیکر! آپ اس کی اجازت دے سکتے ہیں، رول 91 میں آپ چیک کریں اس میں یہ لکھا ہوا ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: رول 91 میں آج سے دودن پہلے سیکرٹری صاحب سے بات کی تھی انہوں نے کہا آپ اسمبلی میں لائیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر نہیں تو آپ کو دودن پہلے تحریری طور ہمیں دینا چاہیے تھا اس بارے میں، جی ثناء صاحب! جناب ثناء اللہ بلوچ: شکر یہ جناب اسپیکر! جس طرح ظہور صاحب نے اس طرح ابھی جو دوبارہ یہ بل پیش کیا یقیناً آپ کو یاد ہوگا میرے خیال میں پرسوں یہاں اجلاس ہو رہا تھا میں نے یہی دہرائی تھی کہ میں نے کہا کہ اپیل اسسٹنٹس کے حوالے سے یونیورسٹی کے حوالے سے وہ بل منظور ہو کر آئیں گے تو یہی بتایا گیا تھا اس دن کہ یہ واپس آئیں گے۔ مجھے بھی یہی لگا تھا کہ اس دن کیونکہ legally آپ ہاؤس کے اندر جب دوریڈنگ ہو جاتی ہے کسی بھی بل پر اس کے بعد وہ منظور ہو جاتی ہے ورنہ پہلی ریڈنگ آپ کرتے ہیں بل جب جاتا ہے کمیٹیز میں اس میں بحث ہوتی ہے، سیکنڈ ریڈنگ کے بعد منظوری ہوتی ہے۔ لیکن اُس دن دوریڈنگ ہو رہی تھی تو قانونی طور پر سمجھنے کے لیے۔ مجھے تو پتہ تھا اُس دن یہ منظور ہو چکا تھا۔ آج میں خود حیران ہوا کہ یہ واپس آئے کیوں؟ اگر آئے تھے تو ابھی دیکھیں کچھ چیزوں میں چھوٹی سی کچھ خامیاں رہ جاتی ہیں ہم اس کا قصور وار سیکرٹریٹ کو یا اپنے ساتھیوں کو نہیں ٹہراتے۔ اس دن بھی یہ تاثر گیا کہ جی اپوزیشن نے گوادر یونیورسٹی اور ملازمین کی جو بینوولینٹ فنڈ کے حوالے سے دو ترمیم آئی تھیں جو مسودات آئے تھے ان کی ہم نے مخالفت کی تھی۔ ہم نے اُس دن بھی یہی کہا کہ ان میں بہتری کی گنجائش ہے۔ لہذا اگر وقت دیا جائے تو بہتر بنائی جاسکتی ہیں۔ لیکن پھر ہم نے، سب نے متفقہ طور پر یہ اتفاق کیا کہ پہلے ہی سے بہت تاخیر ہوئی ہے تین چار سالوں سے، یہ منظور ہو جانے چاہئیں۔ اور جس طرح ملک سکندر صاحب نے کہا آغا صاحب نے بھی کہا کہ وہ متفقہ طور پر یہاں سے منظور

ہوئے ہیں۔ اب اُس میں نہ کوئی رائے شماری کی ضرورت ہے نہ ہاتھ اٹھانے کی ضرورت ہے نہ اس طرف جانے کی ضرورت ہے نہ اُس طرف جانے کی ضرورت ہے یہ پہلے ہی سے حل ہوئے ہیں، تیسرے بل پر ہمارے تحفظات تھے وہ تحفظات بہت سنجیدہ ہیں۔ ہم نے اُس دن بھی کہا تھا۔ اُسکے لیے میں بھی ترمیم لایا ہوں لیکن میں اس لیے جمع نہیں کر رہا ہوں کیونکہ مجھے پتہ ہے وہ پراسس، دور یڈنگ اُس کی ہو گئی ہیں۔ وہ یہ تھا کہ آپ نے اسپیشل اسسٹنٹس کے لیے جو بھی ایک پروسیجر لے لی ہے اُس میں آپ نے اُس کی مراعات کا ذکر کیا ہے اس کی ذمہ داریوں کا ذکر نہیں کیا ہے۔ دیکھیں! کوئی بھی بل، کوئی بھی ایکٹ کوئی بھی قانون، آئین ایک شہری کو بیک وقت اس کی ذمہ داریوں اور اس کے جو اختیارات ہیں۔ اور اس کی مراعات ہیں یہ تین چیزیں کسی بھی لاء میں ضروری ہوتی ہیں۔ آپ اس پورے آئین کو پڑھیں اور یہ جو ایکٹ اور بل چھوٹی چیزیں ہوتے ہیں آئین کی بہ نسبت۔ جب آئین میں بتایا جاسکتا ہے کہ ایک سپریم کورٹ کا جج ہوگا۔ اور اُس کے بعد اس کی ساری ذمہ داریاں دی گئی ہیں پرائم منسٹر ہے اس کی ذمہ داریاں ہیں صدر پاکستان ہے اس کی ذمہ داریاں ہیں اسپیکر ہے اس کی ذمہ داریاں ہیں۔ لیکن آپ نے بلوچستان اسمبلی سے ایک بل پاس کروایا اسپیشل اسسٹنٹس کا۔ ہمیں اعتراض نہیں۔ بلوچستان کو بہت سارے ایڈوائزرز کی ضرورت ہے۔ ہمارا صرف بنیادی نقطہ اعتراض یہی تھا کہ آپ اس کی مراعات کے ساتھ ساتھ اس کی ذمہ داریوں کا تعین اس کی پیشہ ورانہ مہارت کا تعین بھی کریں۔ اس کی آپ خدمات کی تفصیل یہاں لے آئیں کہ کیا کیا نتائج اور کیا کیا خدمات اُس نے سرانجام دینے ہوں گے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: ثناء بلوچ صاحب! اذان شروع ہے۔

(خاموشی۔ اذانِ عصر)

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی ثناء بلوچ صاحب! ذرا مختصر کریں۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب! میں اس کو ختم کرتا ہوں تو لہذا اگر ہمارے دوست سمجھتے ہیں کہ ہم نے لاء کو، آئین کو، سسٹم کو چھپی حکومتوں کی نسبت بہت بہتر بنانا ہے ہماری ابھی بھی رائے ہے کہ آپ اس بل کو ریوائرز کریں لے آئیں، ٹرم آف ریفرنس اُس کی ڈویلپ کریں۔ کمی ٹینسیز، کرائیٹیٹیا، ذمہ داریاں، ٹی او آر، یہ ساری چیزیں پراپر بل میں لے آئیں تاکہ بلوچستان کی اسمبلی یا بلوچستان کی حکومتوں پر باہر جو دنیا میں لوگ بیٹھ کر یا ہمارے جو اپنے لوگ ہیں وہ ہم پر نہیں ہنسیں کہ ہم جب ایک کلرک کی ملازمت کے لیے تشہیر کرتے ہیں تو ہم کہتے ہیں کہ اس کی جو تعلیمی قابلیت ہے وہ ایف اے ہو یا ایف ایس سی ہو یا بی ایس سی ہو۔ لیکن اسپیشل اسسٹنٹ ہم 20 گریڈ کالے رہے ہیں لیکن ہم نے اس کے لیے کوئی بھی تعلیمی قابلیت، کیفیت، عمر، تجربہ اُس کی

ذمہ داریاں، تو جناب والا! یقیناً اس ہاؤس کے لیے آپ اسے منظور کر دیا اس ہاؤس کے لیے یقیناً ایک نیک شگون نہیں ہے۔ آخری بات یونیورسٹی کے حوالے سے گوادرنے کے عوام کو مبارکباد پیش کرتے ہیں کہ اس اسمبلی نے متفقہ طور پر ان کی یونیورسٹی کا ایکٹ پاس کیا ہے۔ (ڈیسک بجائے گئے) ظہور صاحب! میں آپ سے، آپ کے تمام دوست بیٹھے ہوئے ہیں۔ بلوچستان میں اس وقت یونیورسٹیوں کی شدید ضرورت ہے۔ اس کو ہم نے ایک گڈ ول میں اپرووکریا اس کو منظور کر لیا۔ آپ یہاں ایک چھوٹی سی کمیٹی اور یقین دہانی دے دیں کہ بلوچستان کے تمام اضلاع میں کیونکہ یہ ایک لوگوں کے اندر احساس پیدا نہ ہو کہ جی ہم کچھ علاقوں میں یونیورسٹیاں بنا رہے ہیں اور ایسا بھی بلوچستان میں ایک ڈسٹرکٹ ہے۔ جس کو ڈسٹرکٹ واشک کہتے ہیں اس میں کالج نہیں ہے ڈویژنل ہیڈ کوارٹر، واشک میں۔ میرے دوست حاجی زابد صاحب بیٹھے ہیں وہ خود بھی اٹھ کر بولیں گے۔ ڈسٹرکٹ واشک کے ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر میں انٹر کالج تک نہیں ہے۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس ہاؤس میں آج ایک فیصلہ کیا جائے کہ بلوچستان کے جتنے بھی ڈگری کالج ہیں ان کو آنے والے تین سالوں میں۔ میں نہیں کہتا ہوں فوراً ٹرانزیشنل پیریڈ دے دیں تین سال کا۔ ان کی ضروریات ان کی ترجیحات اور ان کے تمام مسائل کو دیکھتے ہوئے بلوچستان کے تمام ڈگری کالج کو یونیورسٹی کا درجہ دیں۔ اور ان کو تمام ضروریات فراہم کر دیں لیکچرارز کی کمی کو پورا کریں اور جن اضلاع میں کہ موسیٰ خیل کا سردار صاحب کہ وہاں کالج ہے یا نہیں ہے۔ لیکن پورے بلوچستان میں ہر تحصیل کی سطح پر ایک ایک انٹر کالج کا قیام ہو۔ ایک انٹر کالج کے قیام کو ہر تحصیل کی سطح پر یقین بنائیں تاکہ کم از کم یہ پیغام جائے کہ ہم نے صرف ایک یونیورسٹی ایک ضلع میں نہیں بنا رہے ہم پورے بلوچستان میں تعلیم کو نظام کو ایک ساتھ طریقے سے دیکھ رہے ہیں۔ شکر یہ جناب اسپیکر۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکر یہ ثناء بلوچ صاحب! آپ نے درست فرمایا کہ ہمارے پورا موسیٰ خیل میں اسی طرح دیگر پشتون اور بلوچ علاقوں میں پورے ڈسٹرکٹ ہے ہمارے موسیٰ خیل میں ریگولر بنیادوں پر کالج کا کوئی قیام نہیں ہے۔

وزیر محکمہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات: جناب اسپیکر! میں ساری اپوزیشن کا شکر یہ ادا کرتا ہوں کہ انہوں نے اس بل پر ہمیں سپورٹ کیا۔ لیکن میں ایک بات آپ کو واضح کرتا چلوں کہ پچھلی اسمبلی میں جب یہ تینوں بل لائے تھے اس وقت ہماری اپوزیشن نے ان دونوں بل پر متفقہ رائے سے اس کو منظور کیا تھا۔ لیکن مجھے نہیں پتہ میں ہائر ایجوکیشن کا وزیر ہوں کہ یہ اسمبلی ہے ان دونوں بلوں کو کیسے لے آیا؟ ٹھیک ہے۔ آیا اس میں خدانخواستہ میں تو کسی پر الزام نہیں لگانا چاہتا کہ کسی کی کوتاہی ہے کوئی کمزوری ہے یا کوئی اس طرح کا معاملہ ہے جو وہ چاہتا ہے کہ گوادرنے

یونیورسٹی پر وہی نہ ہو۔ تو میں آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ آپ ایک اسمبلی کی داخلی ایک انکوائری کمیٹی بنائیں۔ اور اس بات کی انکوائری کرے کہ بھئی جو بل منظور ہوئے ہیں اسمبلی نے متفقہ طور پر ان کو منظور کیا ہے، وہ واپس کیسے آئے۔ دوسری بات جناب اسپیکر۔۔۔ (مداخلت)

جناب ڈپٹی اسپیکر: نہیں اس کو تو زیر غور لایا گیا تھا۔

وزیر محکمہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات: یہ اس دن منظور ہوا تھا۔

جناب نصر اللہ خان زیری: جناب اسپیکر! اس دن یہ منظور ہوا تھا آج پھر منظوری کے لیے آیا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اُس دن منظور نہیں ہوا تھا زیر بحث لایا گیا تھا۔

وزیر محکمہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات: میں ہائر ایجوکیشن کا وزیر ہوں مجھے اسمبلی کی طرف سے کوئی انٹیمیشن نہیں ملی ہے

کہ جی آپ کا کوئی بل آیا ہے۔ وہ میں نے ایسے ہی جا کر۔۔۔ (مداخلت)

جناب ڈپٹی اسپیکر: اُس دن صرف زیر غور اور زیر بحث لایا گیا تھا۔

وزیر محکمہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات: جناب اسپیکر! وہ منظور ہوا تھا اُس وقت۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: منظوری کے لیے میں آپ لوگوں سے پوچھوں گا پھر ہاں اور نہیں میں آپ لوگوں نے جواب دینا ہے۔ اس طرح اگر ایک چیئر سے دوسری چیئر پر آپ لوگ منظوری دے دیں تو پھر اسپیکر کا میرے خیال سے بیٹھنا فضول ہے۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: جناب اسپیکر! میرا خیال ہے اگر کوئی ایسی بات ہے تو اُس دن تین بل آئے تھے، دو آگے تیسرا کدھر غائب ہو گیا؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: تیسرا کون سا؟

جناب ثناء اللہ بلوچ: تیسرا سیشنل اسٹنٹ کا وہ بھی لائے ناں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ تو اُسی دن منظور ہو گیا تھا۔

جناب ثناء اللہ بلوچ: دیکھیں! یہ کیسا ہوا۔ ایک منظور ہو گیا اور دوسری غور ہیں۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: اُس پر آپ لوگوں نے واک آؤٹ کیا تھا۔

وزیر محکمہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات: جناب اسپیکر! میں اپنی بات مکمل کروں۔ خیر آپ جو رولنگ دیں گے وہ ہمیں قبول ہوگا۔

(معزز رکن اسمبلی جناب نصر اللہ خان زیری بے بغیر مائیک کے بولے)

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ! بیٹھیں آپ لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ آج منظور کر رہے ہیں۔
 جناب نصر اللہ خان زیرے: اصل میں جناب اسپیکر! آپ کی ایک دن کی کارروائی کے حوالے سے۔
 میں بڑے مہذب انداز سے کہوں گا کہ آپ کے سیکرٹریٹ کی دورائے ہیں۔ ایک جو گوادریونیورسٹی کا اُس دن ہوا
 تھا ہینڈ ولینٹ فنڈ اور گوادریونیورسٹی کا۔ اُس دن یہ ٹیبل ہوئے۔ اور آپ کے اسپیشل اسسٹنٹس جو لینے تھے وہ بھی
 ٹیبل ہوا۔ نہیں، دونوں پیش ہوئے۔ آج منظوری کے لیے آگئے۔ اچھا منظوری کے لیے آگئے، وہ کیسے ایک دن
 میں آپ نے ٹیبل بھی کیے اور آپ نے منظور بھی کیا اس میں یہ غیر قانونی کام ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ اُس کا ایجنڈا پڑھیں اس میں منظوری کا تھاناں۔
 جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! یہ کیسے ایک دن میں دو بل یہ میں اپوزیشن سے کہوں گا کہ اس کے
 حوالے سے ہم جہاں بھی جائیں گے آپ کے سیکرٹریٹ نے ٹھیک کام نہیں کیا ہے۔
 جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ کو ہم پرانا ایجنڈا دکھا دیتے ہیں آپ وہ پڑھ لیں اس پر صاف لکھا ہوا ہے۔
 جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں نہیں، کہاں تھا، پہلے وہ آیا ہی نہیں ہے فرسٹ ٹائم وہ ٹیبل پر آیا تھا اسپیشل
 اسسٹنٹ کا۔ اور آپ نے ایک دن میں اسکو ٹیبل بھی کیا اور منظور بھی کیا۔ یہ غیر قانونی کام ہوا ہے۔
 جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ لوگوں نے واک آؤٹ کیا تھا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! بہت غلط کام ہوا ہے آپ نے ایک دن میں کیسے اس کو منظور کیا تھا۔
 میر سلیم احمد خان کھوسہ (وزیر محکمہ داخلہ و قبائلی امور): جناب اسپیکر! ثناء بلوچ صاحب نے غالباً ”ڈان“
 اخبار کا کہ اس میں بہت ساری چیزیں لکھی ہوئی ہیں کہ آپ لوگ مطلب ہے کہ مخالفت کر رہے تھے۔ حالانکہ اُس
 دن بھی آپ لوگوں نے مخالفت نہیں کی۔ لیکن آپ لوگوں نے بحث کو بہت الجھا دیا۔ تو پھر دوبارہ وہی چیز ہونے
 جارہی ہے۔۔۔ (مداخلت) نہیں نہیں، تو اُس دن بھی آپ لوگوں نے بہت تنازعہ باتیں کیں اس وجہ سے ڈان
 اخبار نے جو بھی لکھا تھا وہ صحیح تھا۔ حالانکہ ثناء صاحب وہاں یہ کہنا چاہے تھے کہ جی میں نے یہ باتیں نہیں کیں یا
 اپوزیشن نے یہ باتیں نہیں کیں۔ لیکن یہ میں نہیں کہتا ہوں کہ اپوزیشن نے اس دن سپورٹ نہیں کیا۔ اُس دن
 باقاعدہ سپورٹ کیا۔ آج بھی ان کی مہربانی ہے سپورٹ کر رہے ہیں۔ جہاں تک اسپیشل اسسٹنٹس کی بات ہے
 تو آپ لوگ، یہ لوگ واک آؤٹ کر گئے تھے۔ یہ لوگ موجود نہیں تھے، وہ اُس دن یہاں پاس ہوا تھا۔ تو میری
 یہ گزارش ہے آج دوبارہ ان باتوں کو تنازعہ نہ بنائیں تو بہتر ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: کھوسہ صاحب! آپ بیٹھیں to the point آتے ہیں۔ تحریک کی طرف آتے ہیں

یونیورسٹی point پر آتے ہیں۔ وہ اُس دن گزر گیا۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جناب اسپیکر! جو گوادریونیورسٹی اور مینی وولٹیٹ فنڈ کا ہے اس پر تو اپوزیشن نے کہا کہ ہم تیار ہیں ہم پاس کریں گے وہ پاس ہو گئے۔
جناب ڈپٹی اسپیکر: جو پروس ہے وہ کرنا ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: جی پروس کریں گے۔ لیکن آپ نے جو اسپیشل اسسٹنٹس کے ساتھ۔ جس بل کے ساتھ حکومت نے جو کام کیا، وہ بالکل قانون اور آئین کی صریحاً خلاف ورزی کی گئی ہے۔ وہ ایسے خلاف ورزی کی ہے ایسا کالا قانون ہم پر مسلط کیا۔ ابھی حکومت بہانہ بنا رہی ہے کہ اپوزیشن نے واک آؤٹ کیا۔ ہم نے بھلا کہ ہم نے واک آؤٹ کیا۔ لیکن آج بھی ان دو بلوں کے ساتھ وہ بل بھی ہونا چاہیے تھا۔ وہ کیسے آپ نے ایک دن میں ٹیبل بھی کیا؟ ایک دن میں منظور بھی کیا؟

جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ اُس دن منظور ہو گیا زیرے صاحب! حکومتی اراکین اُس دن پورے تھے انہوں نے وہ بل مشترکہ۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں، اس طرح ہو نہیں سکتا۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: زیرے صاحب! اس طرح ہو گیا ہے۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: ایک دن میں آپ منظور کریں۔ یہ تو آج ہمیں پتہ چلا ہے۔ یہ تو غیر قانونی کام ہوا ہے۔ ابھی ہاؤس میں ہمیں بیٹھنے کا تو کوئی فائدہ نہیں ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ! ابھی بیٹھ جائیں۔

جناب نصر اللہ خان زیرے: نہیں ہم کیسے بیٹھ جائیں، اس پر تو بڑا غلط کام ہوا ہے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: جی۔ یہ تحریک آج پیش ہوئی ہے وہ اُس دن پیش بھی ہوئی تھی۔ وہ ہو گیا، وہ منظور ہو گیا۔
میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات): جناب اسپیکر! آپ ان دو بلوں کے حوالے سے رولنگ دیں تاکہ یہ معاملہ کلیئر ہو جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: آپ بیٹھ جائیں۔ اُس کی کاپیاں گورنر کے پاس بھی چلی گئی ہیں۔ وہ منظور ہو گیا۔ آج اس کی طرف آتے ہیں۔ آپ کو اُس دن واک آؤٹ نہیں کرنا چاہیے تھا تاکہ معاملہ پورا ہم لوگ۔۔۔ (مداخلت) آپ! بیٹھیں۔۔۔ (مداخلت۔ شور) یونیورسٹی آف گوادریونیورسٹی کا مسودہ قانون مصدرہ

2018ء (مسودہ قانون نمبر 31 مصدرہ 2018ء) منظور ہوا۔۔۔۔۔ (ڈبیک بجائے گئے)

جناب ڈپٹی اسپیکر: انچارج وزیر محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی! بلوچستان ایمپلائز بینو ولیٹ فنڈ کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ 2018ء) کی بابت تحریک پیش کریں۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ اعلیٰ تعلیم و محکمہ اطلاعات): میں وزیر ایس اینڈ جی اے ڈی کی جانب سے تحریک پیش کرتا ہوں کہ انچارج وزیر محکمہ ایس اینڈ جی اے ڈی، بلوچستان گورنمنٹ ایمپلائز بینو ولیٹ فنڈ کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ 2018ء) کو منظور کیا جائے۔

جناب ڈپٹی اسپیکر: شکریہ۔ تحریک پیش ہوئی۔ آیا بلوچستان گورنمنٹ ایمپلائز بینو ولیٹ فنڈ کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ 2018ء) کو منظور کیا جائے؟ بینو ولیٹ فنڈ کا مسودہ قانون مصدرہ 2018ء (مسودہ قانون نمبر 32 مصدرہ 2018ء) منظور ہوا۔

ملک سکندر خان ایڈووکیٹ: جناب اسپیکر صاحب! ساتھ ساتھ اس قرارداد کو بھی نمٹائی جائے کہ مسودہ قانون نمبر 33 مصدرہ 2018ء اسپیشل اسسٹنٹس کا تھا وہ غیر قانونی طور پر اس دن منظور ہوا ہے، اس لیے اس کو دوبارہ ہاؤس میں لایا جائے۔ ہمارا حق ہے اس پر بھی آپ رائے لیں جیسے باقی چیزوں پر لیتے ہیں اس پر بھی رائے لیں وہ بہت ضروری ہے بلوچستان اسمبلی پر ایک دھبہ ہے، ہماری غیر قانونی حرکتوں کی ایک پوری مثال ہے ساری دنیا کے لیے، اس لیے میں گزارش کروں گا کہ اس کو بھی واپس لایا جائے۔ یا آج رائے لی جائے کہ اس کو منظور کیا جائے یا نہیں۔

میر ظہور احمد بلیدی (وزیر محکمہ اعلیٰ تعلیم و اطلاعات): جناب اسپیکر! اس پر ذرا منظوری کے رولنگ دے دیں۔ جناب ڈپٹی اسپیکر: وہ منظور ہو گیا ہے۔ اب اسمبلی کا اجلاس بروز سوموار مورخہ 25 نومبر 2018ء بوقت 3:00 بجے سے پہر تک کے لئے ملتوی کیا جاتا ہے۔

(اسمبلی کا اجلاس سہ پہر 4 بجکر 33 منٹ پر اختتام پذیر ہوا)



